شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

پے در پے سیلاب، زلزلے اور قدرتی آفات

پیمانہ صبر چھلک اٹھا

سیلاب اور دیگر حوادث رب کی طرف سے تازیانے

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے عرصہ قبل موجودہ حوادث وآفات پر ایک مؤثر اداریہ تحریر فرمایا تھا جسے موجودہ حالات کی روشنی میں پڑھنا چاہئے ......(ادارہ)

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ (السبا: ۱۷)

بدقسمتی سے مسلمانوں کی فطرت بھی زمانہ کے اثرات سے کتنی عجیب ہوگئی ہے کہ دو اور دو چار کی طرح کھلی حقیقتیں اور صداقتیں بھی اب ہماری مسلم اکثریت کیلئے نا قابل فہم ہوگئی ہیں مسلمان کی طبعیت جب تک ایمانی قوت کی گرفت میں رہی تو احساس اتنا حساس اور شعور وادراک اتنا تیز ہوتا کہ اردگرد کے معمولی تغیرات اور چھوٹے چھوٹے انقلابات وحوادث بھی اس کے لئے صد ہزار عبرت ونصیحت کا سامان بن جاتے وہ اپنے انفرادی اور اجتماعی ماحول کا جائزہ لیتا اعمال وکردار کا محاسبہ کرتا اور آفات ومصائب کی کسوٹی پر اپنے اور اپنے معاشرہ کو پرکھتا کسی ایک عزیز کسی ایک فرد کی موت سے بھی اس کی غفلتوں کے پردے چاک ہوجاتے اور سارے حقائق سامنے آجاتے اس لئے تو حضرت عمرؓ نے اپنی مہر کی انگوٹھی میں یہ الفاظ کندہ کرائے تھے کہ کفی المرء بالموت واعظاً انسان کے لئے موت سے بڑھ کر واعظ نہیں اور ہمارے ایک بزرگ غالباً شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

انقلابات جہاں واعظ رب ہیں سن لو
ہر تغیر سے آتی ہے صدا فافہم فافہم

ایک دوسری حقیقت انسانوں کی مشترکہ اور مجموعی کمزوری اسباب سے غفلت برتنا ہے پھر جب وہ نتائج دیکھتا ہے تو اپنی غفلتوں کا ماتم کرنے کی بجائے نتائج کی ہولناکیوں پر چیں بجبیں ہونے لگتا ہے اور جب نتائج کی تلخی اسے اپنی گرفت میں لے لیتی ہے تو اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کی چھپانے کیلئے حالات کی

ایسی توجیہ کرتا ہے جو نتائج اور اسباب سے قطعی جوڑ نہ کھا سکیں نتیجتاً اصل اسباب تباہی بربادی اسی طرح مستور و محجوب ہو کر رہ جاتے ہیں یہ بات قوموں کی ذلت وادبار اور نہ سنبھل سکنے کے لئے خطرے کی آخری نشان ہوتی ہے۔

مسلمانوں کی ذمہ داری تو اس بارہ میں دوہری ہے وہ نہ صرف نتائج کا رشتہ اسباب سے جوڑے گا بلکہ اسباب کی تلاش میں مؤمنانہ فکر و نظر سے بھی کام لے گا کہ جب تک بیماری کی اصل وجوہات نگاہ میں نہ لائے جائیں مریض کا مرض اسباب وعلاج کی فراوانی کے باوجود جان لیوا ہی ثابت ہوگا مؤمن حالات وحوادث میں تاویل کی بجائے ایمانی اور حقیقی توجیہہ کرتا ہے اور یہی فرق ہے جو ایک مؤمن قوم کو مادہ پرست اقوام سے ممتاز کرتا ہے۔

اس تمہید کی روشنی میں پاکستان کے موجود ہولناک ترین طوفان کرب وبلا اور سیلاب نوح کا جائزہ لیجئے اس کی وسعت اسکی ہمہ گیری اسکی گہرائی اور امتداد اسکی تباہ کاریوں کو نگاہ میں رکھ کر بحیثیت مسلمان قوم قرآن کو اول تا آخر نہ سہی کسی بھی ہلاک اور مقرب قوم سے متعلقہ چند آیات ہی کو پڑھ لیجئے اور پھر اس پر اپنی حالت قیاس کیجئے ساری حقیقت سامنے آجائیگی مادی نظریات کی کوتاہ نظریوں سے حقائق کا ادراک کبھی نہیں ہوسکتا نہ مصیبت کا ازالہ بجز ایمانی طرز فکر کے ممکن ہے قرآن کریم ایسے ہی سیلاب اور اسکے بندوں اور ہیڈورکسوں سے تباہ ہونے والی خوش عیش وخوشحال ایک قوم کی تباہی کا ذکر کرتا ہے کہ ان پر یمن میں سد مآرب توڑ کر سیل عرم چھوڑ دیا گیا گھڑیوں اور منٹوں میں سب لہلہاتے ہوئے باغات اور پھولوں سے لدے ہوئے گل زار چٹیل میدان بن گئے اور یہ اس لئے کہ فاعرضوا کہ انہوں نے اپنے رب سے اور اس کے عہد و پیمان سے اپنا رشتہ توڑ دیا تھا اور یہ تباہی و بربادی کیوں آئی اس لئے کہ:

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَ هَلْ نُجْزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ (السبا: ١٧)

یہ سب ان کی خرمستیوں اور ناشکریوں کا نتیجہ تھا اور کیا ہم کفران نعمت کرنے والوں کے علاوہ کسی اور سے بھی یہ سلوک کر سکتے ہیں یمن کی یہ مضبوط اور سرسبز وشاداب آبادی کہاں گئی اور مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے۔ اسلئے کہ انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور ہم نے بھی ان کو قصے کہانیاں بنا کر رکھ دیا: وَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَ مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ (السبا:١٩)

قرآن کہتا ہے کہ یہ انجام ہر اس قوم کا ہوتا ہے جو اپنے مادی تہذیب وتمدن میں اتنی مدہوش ہوجاتی ہے کہ مادی عمرانی اور اقتصادی منصوبوں کے علاوہ ارادت الٰہی پر ایمان وانقیاد اور اسباب کے خالق اور مسبب حقیقی

پر یقین و ایمان کے سارے راستے اس کیلئے بند ہوجاتے ہیں اس قوم کے لیڈر سے کر اہل حکومت ارباب اقتدار ،صنعت کار ،کارخانہ دار اور فوجی طاقت سب کے نعرے اور دعوے مادی دائرہ میں محصور ہوکر رہ جاتے ہیں وہ بڑے دیوہیکل منصوبوں اور اسکیموں کا ڈھنڈورہ پیٹتے رہتے ہیں وہ مادی اسباب ووسائل میں خود کفیل ہونے کے بلند بانگ دعوے کرتے پھرتے ہیں وہ بیرونی امداد پر انحصار ختم ہوجانے کے مژدے سناتے ہیں لیکن یکا یک ارادۂ الٰہی انکے سارے منصوبوں کو خاک میں ملادیتی ہے اور سارے دعوے ذلت وپستی قحط وافلاس ،تنگدستی ومہنگائی سیلاب وطوفان جانی ومالی مصائب اور مادیوں کی سرکش موجوں میں نگاہوں سے اوجھل ہوجاتے ہیں قرآن کریم نے دوباغ والوں کے قصے میں جس شرک اور کفر کا ذکر کیا ہے وہ یہی مادی کفر وشرک ہے جس کا ارتکاب حالات کی سنگینیوں کے دوران بھی ہم سے ہورتا رہا ہم نے ٹھیک ان ہی مغرب اور مردود ومبغوض اقوام کا شیوہ اختیار کیا جو عین حالت عذاب میں بھی اپنے فکر وعمل کی گمراہیوں کا تدارک نہ کرسکے نہ ایسے حالات میں بھی استکانت آئی نہ رجوع وانابت نہ استغفار وتضرع نہ اعمال پر اشک ندامت نہ توبہ کی توفیق نہ اپنے اور اپنے گردوپیش کا احتساب اور موازنہ بلکہ ہم نے اور ہماری بڑی سے بڑی اونچی ذمہ دار شخصیت وزیر اعظم تک نے جو انداز فکر اختیار کیا وہ یہ تھا کہ بڑی سختی سے سیلاب کا مقابلہ کیا جائے گا ہمیں کوئی شکست نہیں دے سکتا پانی کیا حیثیت رکھتا ہے (روزنامہ مساوات) ہم اس سے نمٹنے کیلئے تمام وسائل استعمال کریں گے (امروز) ہمارے ذرائع ابلاغ بھی مسلسل یہ تلقین کرتے رہے کہ سیلاب کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہوجایئے کہیں سے بھی اس کے اسباب حقیقی مکافاتِ عمل کے نتائج اور شامتِ اعمال کے ظہور کی طرف قوم کے دل ودماغ کا رخ پھیرنے کی صدا نہ آئی اور معاشرہ کی حالت کیا تھی ؟ اس کی کچھ جھلکیاں پردوں سے چھن چھن کر دیکھی گئیں تو کیسی قبیح اور گھناؤنی کہ کئی جگہ اپنی بستیوں آبادیوں املاک وباغات کو بچانے کی خاطر پانی کا رخ ہرے بھرے شہروں کی طرف پھیر کر انہیں غرق کردیا گیا۔

راوی کے کنارے اجڑے ہوئے انسانوں کی حالت زار دیکھتے ہوئے امراء او راہل دولت کے طور طریقے ایسے تھے کہ پکنک منانے آئے ہوں وہ لٹے پٹے انسانوں سے سستے داموں اشیاء خریدنے کے درپے رہے ڈوبتے ہوئے شہروں او راس کے مکینوں کے مال ومتاع کو لوٹا گیا خالی شہروں میں چوری کا بازار گرم ہوگیا اور یہاں تک کہ اس قوم کے بعض غیور وجسور فرزندوں نے طوفان میں گھری ہوئی بہنوں اور بیٹیوں کے اغواء آبروریزی عصمت دری اور چھیڑ خانی میں بھی کسر نہ اٹھائی بعض کیمپوں میں محصور خواتین

نے ایسی دست درازیوں کے خوف سے راتیں آنکھوں میں کاٹیں اور کچھ غلط لوگوں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سیلاب کے نام پر چندے اور امداد کا جعلی دھندا شروع کیا اور یہ بھی کہ بھری بستیاں ڈوب رہی تھیں لیکن کئی جگہ مدد کیلئے چیخ وپکار پر کسی نے لبیک نہ کہی سب کھڑے تماشا دیکھتے رہے اور اس آسمان نے اپنی کھلی فضاؤں میں حسرت ویاس کی تصویر بنے ہوئے انسانوں کے لٹے پٹے قافلوں کے ساتھ ۱۴ اگست کی رات کوئی رقص وسرور کی محفلیں بھی دیکھیں کہ یوم آئین کی تقریبات کی منسوخی کے اعلان کے باوجود کئی اعلیٰ حکام نے ہوٹلوں میں رقص وسرور کی محفلوں کی شان وشوکت میں اضافہ کیا جمہور لاہور کی روایت کے مطابق لاہور سے باہر انسان طوفان نوح کی لپیٹ میں تھے اور ادھر ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل میں رقص وموسیقی اور شراب کا سیلاب آیا ہوا تھا ادھر قدرت کا پیمانہ صبر چھلک رہا تھا ادھر قدرت کے یہ باغی اور سرکش جام پر جام لنڈھا کر اپنے جام کی ہر چھلک سے اس کا مذاق اڑا رہے تھے اور یہ سب ایک مسلم قوم کی اسلامی مملکت کے اسلامی آئین کی خوشی میں ہو رہا تھا شاعر نے ایسے ہی موقعہ پر کہا ہوگا ۔

طوفان نوح نے تو ڈبوئی زمین فقط
میں ننگ خلق ساری خدائی ڈبوگیا

کیا یہ سب کچھ اس ارشاد ربانی کی ہو بہو تصویر نہیں جس میں کہا گیا تھا کہ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ (المومنون:۷٦) ان کی حالت یہ ہے کہ ہم نے انہیں عذاب کی گرفت میں لے لیا مگر نہ وہ پروردگار کے آگے جھکے نہ ہی عاجزی اختیار کی کیا پاکستان کو سقوط بنگال کے واقعہ ہائلہ اور قیامت کبریٰ کے بعد اتنی بڑی ہولناک نصیحت کی بھی ضرورت تھی کیا ہماری غفلت موت سے بدتر ہو چکی ہے آیئے اپنے حالات کا محاسبہ کریں اور اپنے طرز عمل سے ان سوالات کا جواب مہیا کریں اگر جواب نہیں ملتا تو خدا کی ناطق اور زندہ جاوید کتاب سے سنئے : اَوَ لَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَ لَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (التوبة:۱۲٦) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ انہیں ہر مرتبہ سال میں ایک یا دو مرتبہ ابتلاء اور آزمائش میں ڈالا جاتا ہے لیکن وہ پھر بھی نہ تو توبہ کرتے اور نہ نصیحت پکڑتے ہیں ۔

والله یقول الحق ویهدی السبیل